ہند و پاک نگاہِ نبوت میں

تصنیف لطیف

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر

ادارہ تالیفات اویسیہ

0321-6820890
0300-6830892

ھند وپاک نگاہٗ نبوّت میں

از

شمس المصنفین ،فقیہ الوقت،فیضِ ملّت ،مُفسرِ اعظم پاکستان،صاحبِ تصانیفِ کثیرہ

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نوٹ: اگراس کتاب میں کوئی بھی غلطی پائیں توبرائے کرم ہمیں مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

خِطّۂ ہندوپاک وہ خوش قسمت زمین ہے جس میں آدم علیہ السلام نے جب زمین پر نزول جلال فرمایا تو حضور سرور عالم ﷺ کا نور آپ کی پیشانی میں تھا چنانچہ روح البیان، پارہ اول میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام ہند میں سراندیپ کے پہاڑ پر اترے ان کی وجہ سے وہاں کے درخت خوشبودار ہو گئے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے نورِ محمدی (ﷺ) کو پیشانیٔ آدم میں رکھا، ایک روایت میں ہے ان کی پشت میں رکھا جو ان کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر تمام اعضاء میں سرایت کرتا، اور حق تعالیٰ نے اس نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے اور فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

(مدارج النبوۃ، جلد 7، صفحہ 4)

نگاہِ نبوت میں خطہ ہند: جس طرح کائنات کے ذرہ ذرہ پر حضور نبی پاک ﷺ کی نگاہ ہے ، یوں ہی خِطّۂ ہندوپاک بھی حضور ﷺ سے اوجھل نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی مبارکہ میں اس کے متعلق ایک نویدِ سعید سنائی۔

ہندوستان کی فتح اور علمِ غیب:

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي فَإِنْ أُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ أَرْجِعْ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ

(سنن النسائی ، کتاب الجهاد ،الباب غزوة الهند، الجزء 10، الصفحة254،حدیث 3122)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہندوستان سے جنگ کا وعدہ فرمایا، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر اس وقت میں زندہ رہا تو اپنی جان و مال دونوں قربان کروں گا اگر میں شہید ہوا تو افضل شہداء سے ہوں گا اگر واپس آؤں گا تو صرف ابو ہریرہ ہوں گا۔

(۲) عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَام

(سنن النسائی ، کتاب الجهاد ،الباب غزوة الهند، الجزء 10، الصفحة256،حدیث 3124،صفحہ7)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے نارِ جہنم سے محفوظ کرلیا ایک جو ہندوستان کی جنگ لڑے گا، دوسرا وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔

فائدہ : نبی پاک ﷺ نے ہندوپاک کو کیسے نظرِ شفقت سے دیکھا اور قربِ قیامت تک کے متعلق واضح ارشاد فرمایا۔

1965ء کی جنگ : دلائل کو مخالف اپنے غلط انداز سے تو ٹھکرا سکتا ہے لیکن مشاہدات کا ٹھکرانا اس کے بس سے باہر ہے۔ 1965ء کی جنگ کے درمیان ہندوپاک میں نبی پاک ﷺ نے اپنی اُمّت سے شفقت ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ تمہارے حالات سے بے خبر نہیں

؎ بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

فقیر اس دور کے اخبارات کے نمونے پیش کرتا ہے۔

(1) روزنامہ اخبار مشرق ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی لاہور کی اشاعت میں مولانا محمد انعام کریم صدیقی جو پندرہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اُن کا ایک خط ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء ۲۸ جمادی الاوّل ۱۳۸۵ھ کا لکھا ہوا کراچی کے خدا ترس بزرگ جناب نور محمد صاحب بٹ کو ملا۔ وہ خط اخبار مشرق میں معہ فوٹو کے شائع کیا گیا۔ جس کا مضمون ملاحظہ فرمایئے:

محترم المقام جناب قبلہ الحاج حضرت المکرّم بٹ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہاں پر جس روز لاہور پر حملہ ہوا اُسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے، اور روضۂ اقدس سے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے۔ اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر بابِ السلام تشریف لے گئے۔ بعض حضرات نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ اس قدر جلدی اس گھوڑے پر کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ فرمایا پاکستان میں جہاد کے لئے اور دمِ برق کی مانند بلکہ اس سے بھی تیز کہیں روانہ ہوگئے۔ پیچھے پیچھے مواجہہ شریف سے ہی پانچ حضرات اور اس راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہوکر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کرگئے۔

اور بھی بہت سے خواب اس اثناء میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں۔ دعاء فرمایئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور بفضلِ جنابِ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فتح و عزت عطا فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ اخبار مشرق لاہور، 10 اکتوبر 1965ء)

فائدہ: مذکورہ خط سے آفتاب کی طرح یہ واضح ہو گیا کہ ہماری سترہ روزہ جنگ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ہماری مدد فرمائی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو گوارہ نہ فرمایا۔ تو ہم پر رحم و کرم فرماتے ہوئے ہماری مشکل کشائی فرمائی۔

الحمدللہ رب العالمین آیاتِ قرآنی و احادیث شریفہ کے مطابق یہ بات آج بھی روشن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے احوال کا علم ہے اور ہماری تکلیف آپ کو گوارہ نہیں۔

(2) روزنامہ اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء مطابق ۱۶ جمادی الثانی کراچی کی اشاعت میں ہے پاکستانی افواج کے جوانوں نے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اور یا علی مدد! رضی اللہ عنہ کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دِل فوج کو بری طرح سے شکست دی۔ اس معرکہ میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور شیرِ خدا اپنے مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔ ۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے، چونڈہ کے قریب ایک نورانی خاندان کو مہاجرین کی امداد کرتے ہوئے مہاجرین کے ساتھ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدد! کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔ سیالکوٹ شہر میں گولہ باری سے پیشتر ایک بزرگ شہر خالی کرنے کی ہدایت کرتے رہے اور باآواز کلامِ پاک پڑھتے رہے۔

فائدہ: مسلمانانِ پاکستان نے یارسول اللہ و یا علی مدد کے نعروں سے بھارتی ٹڈی دل فوج کو زبردست شکست دی۔ اور یہ کہ نبی آخر الزمان حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھی اس جنگ کا علم تھا۔ اور آپ پاکستانی مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔ یعنی حاضر بھی اور ناظر بھی تھے اور اولیاء اللہ نے مسلمانانِ پاکستان کی امداد فرمائی۔ اور خصوصاً چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء عظام کی خاص توجہ تھی۔ بہر حال آیاتِ قرآنی و احادیث شریفہ کی تصدیق آج بھی دُنیا کے سامنے روشن ہے۔ اگر ان واقعات کے پیش آنے کے باوجود بھی حق و صداقت کا انکار کیا جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔

ان معجزات اور محیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدوں اور شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا۔ علاوہ ازیں اور بہت سے واقعات لوگوں کے سامنے آئے ہیں۔ مقامِ غور ہے کہ آخر اتنا بڑا حملہ، بے شمار جدید

قسم کا اسلحہ۔ لاتعداد فوج جو بظاہر پاکستانی طاقت سے چھ گنا زیادہ قوت تھی۔ جس نے اٹھارہ گھنٹوں میں پاکستان کو ہڑپ کرنے کے لئے منصوبہ تیار کیا ہوا تھا۔

اس لئے حقیقت یہی ہے اور ہمارا ایمان بھی یہی ہے کہ یہ سب فضلِ خدا اور کرم مصطفیٰ ﷺ اور نظر اولیاء تھی کہ مسلمانانِ پاکستان نے دُشمن کو بُری طرح سے کُچل کر رکھ دیا۔ اور اس کی بری، بحری اور فضائی طاقت کا کچومر نکال دیا۔ اور ذلت آمیز ایسی شکست دی کہ بھارتی بھگوڑے آئندہ ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں رکھ سکتے۔ اور اگر ایسی جرأت کریں گے بھی تو اُنہیں ایسا سبق دیا جائے گا کہ جو اُن کی نسلیں صدیوں تک یاد رکھیں گی۔

ان شاء اللّٰہ تعالیٰ ثم رسولہٖ الکریم

پاکستان کے مسلمانوں نے دُنیائے اسلام میں غزوہ بدر و حنین کی وہ یاد تازہ کر کے رکھ دی ہے جن کا نام تاریخ کے سُنہری حروفوں میں لکھا جائے گا۔ اور پھر لُطف یہ کہ جن مسلمان فوجی بھائیوں نے اپنی عزیز ترین جانوں کو اللہ و رسول ﷺ کی خاطر قربان کیا ہے۔ انہوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا ہے۔ جس کی لذّت دُنیا کی کِسی شے میں نہیں مل سکتی اور اُن مسلمان شہیدوں کے نام قیامت تک زندہ رہیں گے۔ وہ خود بھی زندہ اُن کا نام بھی زندہ۔

نوٹ: اس جیسے متعدد واقعات اس دور ۱۹۶۵ء میں ظہور پذیر ہوئے۔ فقیر نے اپنے رسالہ "۶ ستمبر اور پیر پیغمبر" میں جمع کئے ہیں۔

دلائل: وہ تھے مشاہدات اب دلائل ملاحظہ ہوں۔ علمائے اہلسنّت نے ہزاروں تصانیف لکھیں اور لکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک ﷺ کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عطا فرمایا۔ ان کے فیض و برکت سے فقیر نے بھی متعدد رسالے لکھے اور ایک ضخیم تصنیف "غایۃ المامول" اسی موضوع میں ہے۔ قرآنی آیات متعدد اس کی شاہد ہیں منجملہ ان کے ایک آیتِ ذیل بھی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥

ترجمہ: اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں جتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ آیات ۹۴)

اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام اعمال خواہ اچھے ہوں یا بُرے سب کو اپنی الوہیت سے دیکھتا ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ بھی تمام اعمال اچھے ہوں یا بُرے ہوں سب کو آپ اپنی نورِ نبوت سے دیکھ رہے ہیں۔

فـــائدہ: آیت شریفہ سے یہ صاف واضح ہو گیا ہے کہ آپ ﷺ سب کے اعمال کو دیکھتے ہیں۔تو پھر ہند و پاک کے حالات سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم **ماکان و مایکون** عطا فرمایا۔

احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت حذیفہ کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں (وعظ کے لئے) کھڑے ہوئے۔اس مقام میں آپ نے جو کچھ قیامت تک واقع ہونے کو ہے سب بیان فرمایا۔اُسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بُھلا دیا۔اس واقعہ کا میرے ان یاروں کو علم ہے۔اور جو کچھ آپ نے خبر دی اس میں سے ایسی چیز واقع ہوتی ہے جس کو میں بھول گیا۔پس اس کو دیکھتا ہوں تو یاد کر لیتا ہوں۔جس طرح ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ (بطریق اجمال) یاد رکھتا ہے جب وہ اُس سے غیب ہو جاتا ہے پھر جب اُس کو دیکھتا ہے تو اُسے (بہ تفصیل و تشخیص) پہچان لیتا ہے۔

(متفق علیه، مشکوٰة ، کتاب الفتن)

(2) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے۔پس آپ نے ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر ہو گئی۔پس آپ منبر پر سے اُتر آئے اور نماز پڑھی۔پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر آ گئی پھر منبر سے اُتر آئے اور نمازِ عصر پڑھائی اور پھر منبر پر رونق افروز ہوئے۔اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔پس آپ نے ہم کو جو کچھ واقع ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کی خبر دی۔پس ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔وہ زیادہ عالم ہے۔ (مسلم شریف ، کتاب الفتن)

(3) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ لیا۔پس میں نے اُس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔اور قریب ہے کہ میری اُمت کی سلطنت ان تمام مقامات پر پہنچے اور مجھے دو خزانے سرخ و سفید دیئے گئے۔ (مسلم شریف ، کتاب الفتن)

(4) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ کے قلعوں میں سے ایک پر کھڑے ہوئے، پھر فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں۔صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔آپ نے فرمایا: کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں کے بیچ بارش کی طرح گر رہے ہیں۔

(5) حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو نہایت اچھی صورت میں دیکھا۔اُس نے پوچھا کہ فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔میں نے عرض کیا تو زیادہ دانا ہے۔آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پس پروردگار نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اُس ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دو پستانوں کے درمیان پائی اور جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ○

ترجمہ: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔ (پارہ ۷، سورۃ انعام، آیات ۷۵)

فائدہ: اس حدیث کو دارمی نے بطریق ارسال روایت کیا ہے۔ اِسی کی مانند ترمذی میں ہے۔

(6) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے دولت خانہ سے) نکلے اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مگر یہ کہ آپ ہمیں بتادیں۔ پس جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں بہشتیوں کے نام اور اُن کے آباؤ قبائل کے نام ہیں۔ پھر آخیر میں اُن کا مجموعہ دیا گیا ہے۔ پس اُن میں نہ کبھی زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العال کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں، پھر آخیر میں مجموعہ دیا گیا ہے پس ان میں کبھی نہ زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اس امر سے فراغت ہو چکی ہے تو پھر عمل کس واسطے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے عملوں کو درست کرو۔ اور قربِ الٰہی ڈھونڈو۔ کیونکہ جو بہشتی ہے اس کا خاتمہ بہشتیوں کے عمل پر ہوگا خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتا ہے۔ اور جو دوزخی ہے اُس کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا۔ خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتا ہے۔

اقوال العلماء: یہی عقیدہ اسلاف رحمہم اللہ کا بھی ہے۔

(۱) امام احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

”لافرق فی مماته وحیاته فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم دنیاتهم وعزائهم وخواطرهم ذالك عندهٗ جلی لاخفاء به ۔ فان قلت هذه الصفات مختصة باللّٰه تعالیٰ فالجواب ان من انتقل الٰی عالم البرزخ من المؤمنین یعلم احوال الاحیاء غالباً وقدوقع کثیر من ذالك کما هو مسطور فی مظنة ذالك من الکتُب وقدروی ابن المبارك عن سعید بن المسیب قال لیس من یوم الاوتعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امته غدوةً وعشیةً فیعرفهم بسیما هم واعمالهم فلذٰلِكَ یشهدعلیهم ۔“

(مواهب لدنیه)

یعنی اپنی امت کے مشاہدے اوران کے احوال ونیات وعزائم وخواطر کی معرفت میں حضور کی موت وحیات یکساں ہے۔ اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے۔اس میں کوئی پوشیدگی نہیں، اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ (کامل) مومنوں میں سے جو شخص عالمِ برزخ میں چلا جاتا ہے، وہ زندوں کے حالات غالباً جانتا ہے۔ ایسا بہت وقوع میں آیا ہے۔جیسا کہ اس کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے۔حضرت عبداللہ بن مبارک نے بروایت سعید بن مسیب نقل کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح وشام امت کے اعمال آنحضرت ﷺ پر پیش کئے نہ جاتے ہوں۔لہٰذا آپ ان کے اعمال کو اور خود ان کو ان کے چہرے سے پہچانتے ہیں اسی واسطے آپ ان پر گواہی دیں گے۔

(۲) مواہب لدنیہ کی طرح مدخل ابن حاج میں بھی زیارت سیدالاولین والآخرین میں یہی مضمون مذکور ہے اور یہ بھی لکھا ہے:

"فاذازارهٗ ﷺ فان قدر ان لایجلس فهو به اولیٰ فان عجز فله ان یجلس بالادب والاحترام والتعظیم وقد لایحتاج الزائر فی طلب حوائجه ومغفرة ذنوبه ان یذکر هابلسانه بل یحضر ذالك فی قلبه وهوحاضر بین یدیه ﷺ لانه علیه الصلوٰة والسّلام اعلم منه بحوائجه ومصالحه وارحم به منه لنفسه و اشفق علیه من اقاربه وقد قال علیه الصلوٰة والسلام (انمامثلی ومثلکم کمثل الفراش تقعون فی النار وانا آخذبحجز کم عنها) اوکما قال وهذا فی حقه ﷺ فی کل وقت واوان اعنی فی التوسل به وطلب الحوائج بجاهه عند ربه عزّوجل ومن لم یقد رله زیارته ﷺ بجسمه فلینوها کل وقت بقبله ولیحضر قلبه انه حاضر بین یدیه متشفعاً الی من من به علیه مدخل لابن الحاج جزء اوّل ۔ زیارت سیدالاولین والاخرین ﷺ۔"

یعنی جس وقت زائر آنحضرت ﷺ کی زیارت کرے۔اگر وہ طاقت رکھتا ہو کہ نہ بیٹھے تو اس کے لئے نہ بیٹھنا اولیٰ ہے اگر وہ کھڑا رہنے سے عاجز ہو تو اُسے ادب واحترام وتعظیم سے بیٹھنا جائز ہے۔زائر کے لئے اپنی حاجتیں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ ان کو اپنی زبان سے ذکر کرے۔ بلکہ ان کو آنحضرت ﷺ کے حضور میں دل میں حاضر کرلے۔کیونکہ حضور ﷺ کو اُس کی حاجات وضروریات کا علم خود زائر سے زیادہ ہے۔

اور حضور ﷺ اُس پر خود اُس کی نسبت زیادہ رحم والے اور اُس کے اقارب سے زیادہ شفقت والے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔"میرا حال اور تمہارا حال پروانوں کے حال کی طرح ہے کہ تم آگ میں گرتے ہو اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں۔" اور یہ آنحضرت ﷺ کے حق میں ہر وقت اور ہر لحظہ میں ہے یعنی حضور ﷺ سے توسل کرنے

میں اور آپ کے جاہ کے وسیلہ سے حاجتیں مانگنے میں۔ اور جس شخص کے لئے بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کی زیارت مقدر نہ ہوئے سے چاہیے کہ ہروقت اپنے دل میں زیارت کی نیت کر لے اور یہ سمجھے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہوں اور حضور ﷺ کو بارگاہِ الٰہی میں شفیع لایا ہوں جس نے آپ کو بھیج کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔

(۳) علامہ سیوطی عالم برزخ میں آنحضرت ﷺ کے اشغال یوں تحریر فرماتے ہیں:

"النظر فی اعمال امته والا ستغفار لهم من السینا تِ والدعا ء بکشف البلا ء عنهم والترد وفی اقطار الارض لحلول البر کة فیها وحضور جنازة من مات من صالحی امتهٖ فان هذه الامور من جملة اشغاله فی البرزخ کماوردت بذالك الاحادیث والآثار۔"

(انتباہ الاذکیا ء فی حیات الانبیاء)

یعنی اپنی امت کے اعمال کو دیکھنا اور اُن کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اور اُن سے بلاء دور کرنے کی دعا کرنا۔ اور اقطار زمین میں حلول برکت کے لئے تشریف لے جانا۔ اور اپنی امت کے صالحین میں سے کسی کے جنازے میں شامل ہونا کیونکہ یہ امور برزخ میں حضور کے اشغال میں سے ہیں جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہے۔

عرب وہند عہدِ رسالت ﷺ میں

قطع نظر مذکورہ بالا شواہد و دلائل کے ہند و عرب کے تجارتی امور کے لحاظ سے لوگوں کی آمد و رفت سے بھی نبی پاک ﷺ کے خطہ ہند و پاک کے حالات آپ کے سامنے تھے۔ اس دور کے تجارتی اشیاء کا مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو۔

مشک: مشک ہندوستان کی مشہور خوشبو ہے، جو یہاں کے مختلف مقامات سے عرب میں جاتی تھی، عرب میں اس کی خاص منڈی بحرین کی بندرگاہ دارین تھی۔ اسی لئے مشک کا دوسرا نام داری پڑ گیا تھا۔ مشہور عربی شاعر امراء القیس نے اپنے معلقہ میں کہا ہے:

إِذا قامتا تَضَوّعَ المِسكُ منهما
نَسِيمَ الصَّبا جاءَ تْ برَيَّا القَرَنفُلِ

(لسان العرب، کتاب الواو والیاء، الباب روی، الجزء 14، الصفحة 345)

یعنی جب وہ دونوں کھڑی ہوتی ہیں تو اُن سے مشک کی مہک اس طرح پھیلتی ہے جیسے نسیم صبح لونگ کی خوشبو لے کر آئی ہے۔

نابغہ ذبیانی نے اپنے ممدوح نعمان بن منذر شاہ حیرہ کی تعریف میں یہ دعائیہ شعر کہا ہے:

وتُسْقى إِذا ما شئتَ غَيْرَ مُصَرَّدٍ
بِزَوْراءَ فى حافاتها المِسْكُ كانِعُ

(لسان العرب ،کتاب حرف الرا ء ،الباب زور، الجزء 4، الصفحة333)

یعنی جب تم ارادہ کروتو پوری طرح سیراب کئے جاؤ، زوراء کے محل میں جس کے شراب خانوں میں کستوری کی خوشبو والی شراب ہے۔

نابغہ جعدی نے کہا ہے :

أُلْقِىَ فيها فِلْجانِ مِنْ مِسْكِ دا
رِينَ وفِلْجٌ مِنْ فُلْفُلٍ ضَرِمِ

(لسان العرب ،کتاب حرف الجیم،الباب فلج، الجزء 2، الصفحة346)

یعنی اس نے دارین کے مشک اور تیز خوشبو کی مرچ کی ملاوٹ کی۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

مَسَائِحُ فَوْدَىْ رأْسِه مُسْبَغِلَّةٌ
جَرَى مِسْكُ دارِينَ الأَحَمُّ

(لسان العرب ،کتاب حرف اللام،الباب سبغل، الجزء 11، الصفحة324)

(لسان العرب ،کتاب حرف النون،الباب درن، الجزء 13، الصفحة153)

یعنی اس کے اطراف سر میں دارین کے بہترین مشک کی بہتات ہے۔

فرزوق نے کہا ہے :

كأَنَّ تَرِيكةً من ماء مُزْنٍ
ودارِىّ الذكِىِّ من المُدامِ

(لسان العرب ،کتاب حرف الکاف ،الباب ترك، الجزء 10، الصفحة405)

(لسان العرب ،کتاب حرف النون،الباب درن، الجزء 13، الصفحة153)

یعنی گویا صاف وشفاف پانی اوردارین کے بہترین مشک کی شراب کا چشمہ ہے۔

کثیر نے کہا ہے :

أُفِيدَ عليها المِسْكُ حتى كأنَّها

لَطِيمةُ دارِيٍّ تَفَتَّق فارُها

(لسان العرب ، كتاب حرف النون،الباب درن، الجزء 13، الصفحة153)

یعنی اس پر مشک یوں لگایا گیا ہے جیسے وہ دارین کے مشک سے لدی ہوئی اُونٹنی ہے جس کا نافہ اپنی خوشبو پھیلا رہا ہے۔

اعشیٰ نے اپنی محبوبہ کے لعاب کی لذت بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

كأَن القَرَنْفُلَ والزَّنْجَبِيلَ

باتا بِفيها وأَرْياً مَشُورا

(لسان العرب ، كتاب حرف اللام،الباب زنجبيل، الجزء 11، الصفحة312)

یعنی شہد کی مٹھاس کے ساتھ گویا لونگ اور سونٹھ دونوں نے اس کے منہ کے اندر مشک داری میں رات بسر کی ہے۔

اور جوان العود نے کہا ہے :

لقد عاجَلَتْني بالسِّبابِ وثوبُها

جديدٌ ومن أَرْدانها المِسْكُ تَنْفَحُ

(لسان العرب ، كتاب حرف الكاف،الباب مسك، الجزء 10، الصفحة486)

یعنی اس نے مجھے برا بھلا کہنے میں اس قدر جلدی کی کہ ابھی اس کے عروسی کے کپڑے نئے تھے اور اس کی آستینوں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔

رُدبہ نے کہا ہے :

إن تُشْفَ نَفْسي من ذُباباتِ الحَسَكْ

أَحْرِ بها أَطْيَبَ من ريحِ المِسِكْ

(لسان العرب ، كتاب حرف الكاف،الباب مسك، الجزء 10، الصفحة486)

یعنی اگر میری روح برچھیوں کی دھار سے شفا پائے تو پھر اس کے لئے مشک سے بھی اچھی خوشبو مناسب ہے۔

فارۃ المسک یعنی نافۂ مشک کا تذکرہ ایک شاعر نے یوں کیا ہے:

لها فارة ذفراء كل عشية

كما فتق الكافور بالمسك فاتقه

یعنی اس کے لئے ہر شام نافہ کی ایسی خوشبو ہے جیسے کسی نے کافور کو مشک کے ساتھ ملا کر خوشبو اڑائی ہے۔

نابغہ بنی شیبان نے کہا ہے:

اذا ماجری الجادی فوق متونها

و مسك ذکی جفّنتها المجامر

یعنی جب زعفران اور مشک اس پر بہہ پڑتے ہیں تو انگیٹھیاں ان کو ٹھکانے لگاتی ہیں۔

قد عیق العبیر بها و مسك

یخالطه من الهندی عود

یعنی اس کے جسم زعفرانی پر خوشبو اور عود ہندی میں ملا ہوا مشک لپٹا ہوا ہے۔

کان علی انیابها هجعة

صبا بة ماء الثلج بالعسل الغض

فلما عرتنا ینفخ المسك جیبُها

اذا نفضت کادت تمیلُ من النهض

یعنی بیداری کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبوبہ کے دانت پر برف کے پانی کے قطرے ہیں جو خالص شہد لئے ہوئے ہیں اور جب جب وہ ہمارے سامنے آتی ہے تو اس کے گریبان سے مشک جھڑتا ہے اور جب اٹھنا چاہتی ہے تو نزاکت کی وجہ سے اس میں لچک پڑ جاتی ہے۔

بشیر بن ابی خازم نے کہا ہے:

فقد اوفرن قسط ورند

ومن مسك احم ومن سلاح

یعنی وہ کشتیاں قسط، خوشبو، مشک اور سامان جنگ بہت زیادہ لائی ہیں۔

یزید بن قیس کلابی نے عہد فاروقی کے ایک عامل کی شکایت کرتے ہوئے کہا ہے:

إذا التاجر الداری جاء بفارة

من المسك راحت فی مفارقهم تجری

(فتوح البلدان ، الحزء 2، الصفحة473)

یعنی جب ہندوستانی تاجر نافۂ مشک لاتا ہے تو ان کی گردنوں میں گویا خوشبو کا دریا بہنے لگتا ہے۔

عود

عود ہندوستان کی مشہور لکڑی، اور عربوں کی مرغوب ترین خوشبو ہے، اس کو عودِ ہندی، عود صنفی، عود قماری، عود مندلی، عود کلمی کے ناموں سے یاد کرتے ہیں، بلکہ کبھی صرف ہندی، قماری اور مندلی کی نسبت سے عود مراد لیتے ہیں، عدی بن رقاح نے لکھا ہے:

رُبّ نار بت ارمقها
تقضم الهندی والغارا

یعنی ایسی آگ کو دیکھ کر میں نے رات بسر کی ہے جو عود ہندی اور غار کے درخت کو کھائے جا رہی تھی۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

قد عبق العبير بها ر مسك
يخالطه من الهندی عود

یعنی اس کے جسم پر زعفرانی خوشبو اور عود ہندی میں مخلوط مشک لپٹا ہوا ہے۔

عمرو بن طنابہ جاہلی کہتا ہے:

اذا ما مشت فادیٔ بعا فی ثيا بها
ذکی الشدا و المندلی المطير

یعنی جب محبوبہ چلتی ہے تو اس کے حسن کی منادی تیز خوشبو اور اڑنے والی مندلی عود کیا کرتی ہے۔

ابراہیم بن علی ابن ہرمہ نے کہا ہے:

كان الركب اذا طرقتك باتوا
بصندل اويقار عتى قمارا

یعنی اہلِ قافلہ جب رات کو تیری طرف پہنچے تو تیری ایسی خوشبو محسوس ہوئی جیسے وہ صندل یا قمار میں ہیں۔

نوٹ: اشعار میں صرف مُشک کے متعلق اظہار مد نظر اور بس، ان سے عشقیہ باتوں سے ہمیں غرض نہیں۔

کافور

کافور عربی زبان میں کئی طرح سے استعمال ہوتا ہے، کافور، قفور اور قافور، یہ ہندی لفظ کپور کا معرب ہے، یوں تو کافور عرب کے ہر بڑے بازار میں فروخت ہوتا تھا، لیکن دارین جس طرح ہندی مشک کی بہت بڑی منڈی تھا، اسی طرح کافور کا بازار بھی تھا اور یہیں سے دوسرے علاقوں میں کافور جاتا تھا۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

كأن رضاب المسك فوق لثاتها

و كافور داری وراحاً تصفق

یعنی اس کے مسوڑھوں کے اوپر گویا دارین کا کافور اور شراب دونوں مچل رہے ہیں۔

داری کی تشریح دیوان نابغہ کے حاشیہ میں یوں ہے:

العاری العطار منسوب اِلیٰ دارین

وهی فرضه بالبحرين يحمل اليها المسك من الهند

یعنی داری عطر فروش دارین کی طرف منسوب ہے جو بحرین کی بہت بڑی بندرگاہ ہے، وہاں پر ہندوستان سے مشک لایا جاتا ہے۔ (دیوان نابغہ بنی شیبان، صفحہ ۳)

ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

لها فَأْرَة ذَفْراء كلَّ عشيةٍ

كما فَتَقَ الكافورَ بالمسك فاتِقُهُ

(لسان العرب، كتاب حرف الراء، الباب فار، الجزء 5، الصفحة42)

یعنی اس کے لئے ہر شام نافۂ مشک کی خوشبو ہوتی ہے، جیسے کسی نے کافور اور مشک ملا کر خوشبو اڑائی ہو۔

نیز نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

شيبت بكافور وماء قرنفل

و بماء مرهبة يسح فدامها

یعنی وہ کافور، لونگ کے پانی اور شیریں پانی میں ملائی گئی ہے اور ڈھکن کے اوپر سے بہہ رہی ہے۔

كان مدامةً ورضاب مسك

وكافوراً ذكيا لم يغش

یعنی وہ گویا شراب اور مشک محلول، اور نیز خوشبو کا کافور ہے جس میں ملاوٹ نہیں کی گئی ہے۔

زنجبیل (سونٹھ)

زنجبیل ہندی زنجابیر کا معرب ہے جس کے معنی سونٹھ کے ہیں۔ تازہ زنجبیل کو ادرک کہتے ہیں، اسے عرب خشک اور تر دونوں طرح سے استعمال کرتے تھے، اور اس کی خوشبوان کے یہاں بہت مرغوب و مشہور تھی۔

والعرب تصف الزَّنْجَبِيل بالطيب
وهو مستطاب عندهم جِدًّا

(لسان العرب ، کتاب حرف اللام،الباب زنجبیل، الجزء 11، الصفحة312)

یعنی عرب سونٹھ کی خوشبو کی تعریف کرتے ہیں اور وہ ان کے یہاں بہت ہی مرغوب اور پسندیدہ ہے۔

اعشیٰ کا یہ قول گزر چکا ہے:

كأن القَرنْفُلَ و الزَّنْجَبِيلَ
باتا بِفيها وأرْياً مَشُورا

(لسان العرب ، کتاب حرف اللام،الباب زنجبیل، الجزء 11، الصفحة312)

یعنی اُس کے لعاب دہن کی لطافت ونکہت کا حال یہ ہے کہ جیسے اس کے اندر شہد کے ساتھ لونگ اور سونٹھ نے مشک داری میں رات گذاری ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

وزَنْجَبِيل عاتِق مُطَيَّب

(لسان العرب ، کتاب حرف اللام،الباب زنجبیل، الجزء 11، الصفحة312)

یعنی سونٹھ ملی ہوئی پرانی خوشگوار شراب۔

قرنفل (لونگ)

قرنفل (لونگ) کو عرب قرنفول بھی کہتے ہیں، یہ کرن پھول کا معرب ہے، عربی ادبیات میں اس کا ذکر کثرت سے آیا ہے، لسان العرب میں ہے:

وقد كثر في كلامهم واشعار هم ۔

اس کا تذکرہ کلام عرب میں کثرت سے آیا ہے:

چنانچہ ایک شاعر نے کہا:

وبابی ثغرك ذاك المعسول

كأنّ في اُنيابه القرنفرل

یعنی میں تیرے اس شیریں دہن پر قربان جاؤں جس کے دانتوں میں گویا لونگ ہے جس کی خوشبو پھیل رہی ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا:

وخودة اناة كالمهاة عطبول

كأنّ في انيابها القرنفول

یعنی وہ نیل گاؤ کی طرح سیاہ آنکھوں والی، نازنین جس کے دانتوں میں گویا لونگ خوشبو لئے ہوئے ہے۔

امراءالقیس نے کہا ہے:

إذا قامتا تَضَوّعَ المِسكُ منهما

نَسِيمَ الصَّبا جاءَتْ بريّا القَرَنفُلِ

(لسان العرب، كتاب الواو والياء، الباب روى، الجزء 14، الصفحة345)

یعنی جب وہ دونوں کھڑی ہوتی ہیں تو ان سے مشک کی خوشبو پھیلتی ہے گویا نسیم لونگ کی خوشبو لائی ہے۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

من الخضرات خلت رضاب فيها

سلافة قرنف شيبت بمسك

یعنی باحیا دوشیزاؤں کے لعاب دہن ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ لونگ کی شراب ہے جس میں مشک ملا ہوا ہے۔

فلفل

فلفل پیالا یا پپالا (مرچ) کا معرب ہے (عربی) میں اس سے صیغے بھی بنائے گئے اور مفلفل اس چیز کو کہتے ہیں جس میں فلفل کی خوشبو ملائی گئی ہو۔ لسان العرب میں ہے:

وتدكثر محبينه في كلامهم۔

یعنی اس کا تذکرہ کلام عرب میں کثرت سے آیا ہے۔

چنانچہ امراءالقیس نے کہا ہے:

كأن مكاكی الجواء غديةً

صبحن سلاناً من رحيق مفلفل

یعنی مقام جواء کی مرغابیاں ایسی حواس باختہ تھیں گویا ان کو مرچ ملی ہوئی بہترین صباحی پلائی گئی ہے۔

(لسان العرب ،جلد 4، صفحہ 532)

ساج (ساگوان)

ساج (ساگوان) ہندوستان کی بہترین عمارتی لکڑی ہے جو قدیم زمانہ سے عرب میں استعمال ہوتی تھی ،اور بڑی مقدار میں یہاں سے جاتی تھی ،جس سے دروازے ،کواڑ ،ستون اور چھت وغیرہ بنانے میں کام لیا جاتا تھا۔ عام طور سے ہندوستان سے اس کی بلّیاں عرب جاتی تھیں ،جن کو حسبِ ضرورت کاٹ لیا جاتا تھا،اس سالم بلّی کو عرب ساجہ کہتے تھے۔ یہ لکڑی عام طور سے کوکن کے علاقے سے بھیجی جاتی تھی۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

و قبة لاتكاد الطير تبلغها

اعلی محاريها بالساج مسقون

یعنی اس قبہ کی بلندی کو پرندے بھی نہیں پہنچ سکتے ،اس کی ایسے اونچی محراب پر ساگوان کی چھت بنی ہے۔

(ديوان بالغه بنی شيبان، صفحہ 53)

فائدہ: احادیث میں ساج کا ذکر آیا ہے،اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے بنا ہوا سامان استعمال فرمایا ہے۔

قسط (کٹھ لکڑ)

قسط کا لفظ ہندی کٹھ کا معرب ہے،اسے کُست اور قسط بھی کہتے ہیں ۔ یہ ہندوستان کی مشہور دوا ہے، جو عرب میں بہت مشہور تھی ،اور مختلف بیماریوں میں استعمال کی جاتی تھی۔

بشیر بن ابی خازم اسدی نے تجارتی کشتی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے:

فقد اوقرن من قسط ورند

ومن مسك احمَّ من سلاح

یعنی یہ کشتیاں بھاری مقدار میں قسط ،عود، مشک اور اسلحہ سے لادی گئیں۔

(دیوان بشیر بن ابی حازم اسدی، صفحہ 48)

فائدہ: احادیث میں قسط ہندی کے بڑے فضائل وفوائد آئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے استعمال کی تاکید فرمائی ہے۔

داذی (تاڑی)

داذی ہندی لفظ تاڑی کا معرب ہے، اگرچہ تاڑی عرب میں بھی ہوتی تھی، لیکن ابن خرداذبہ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند سے بھی تاڑی عرب میں جاتی تھی، ایک شاعر نے اس کا ذکر یوں کیا ہے:

شربنا من الداذی کأننا

ملوك لنا برالعراقین والبحر

یعنی ہم نے یوں تاڑی پی کہ نشہ میں یوں بادشاہ بن گئے کہ عراق، عرب اور عراق عجم اور سمندر ہمارے قلمرو میں آگئے۔

اسود بن کریمہ نے کہا ہے:

قد حَسَاالداذی صرناً۔

یعنی اس نے خالص تاڑی خوب سیر ہو کر پی۔

سندھی مرغی

دجاج سندھی یعنی سندھی مرغی اور دیک سندھی یعنی سندھی مرغا، ان دونوں کا استعمال بھی عرب میں عام تھا، اور عرب ان سے اچھی طرح واقف تھے، سندھی مرغی کا تذکرہ ابن خرداذبہ نے المسالک والممالک میں، ابن فقیہ ہمدانی نے مسالک الممالک، اور جاحظ نے کتاب الحیوان میں کیا ہے، بلکہ جاحظ نے دجاج سندھی کو ان جانوروں میں شمار کیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کی خصوصیات میں سے بنایا ہے، نیز اس نے لکھا ہے کہ دجاج خلاسی اس مرغی کو کہتے ہیں جو نبطی اور سندھی مرغیوں کی مخلوط نسل سے ہو، اور اگر مرغی خالص سفید رنگ کی اور ہندوستانی ہو تو اسے بیسری کہتے ہیں۔ (حیوٰۃ الحیوان، جلد 8، صفحہ 115)

صاحب مجمع البحرین نے لکھا ہے:

وفی الحدیث دجاج سندی

یعنی حدیث میں سندھی مرغی کا ذکر ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں سندھی مرغی عام طور سے متعارف و مستعمل تھی۔ (مجمع البحرین)

سندھی کپڑے

عرب میں سندھ کے بنے ہوئے خاص قسم کے کپڑوں کو مسندہ اور مسندیہ کہتے تھے۔ اور ان کا استعمال بھی عام تھا، عام طور سے ان کی چادریں بنتی تھیں، اور چونکہ یہ کپڑا ہندوستان سے پہلے یمن جاتا تھا اس لئے بُردیمانی بھی کہتے تھے۔

لسان العرب میں ہے:

والمُسَنَّدَةُ والمِسْنَدِيَّةُ ضَرْب من الثياب وفي حديث عائشة رضي الله عنها أنه رأى عليها أربعة أثواب سَنَد قيل هو نوع من البرود اليمانِية

(لسان العرب، كتاب حرف الدال،الباب سند، الجزء 3، الصفحة220)

یعنی مسندہ اور مسندیہ کپڑے کی ایک قسم کا نام ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے آپ کے جسم پر سندھ کے چار کپڑے دیکھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ یمنی چادروں کی ایک قسم ہے۔

لنگی اور چادر

لسان العرب میں ہے کہ تہبند اور لنگی کے کپڑے بھی سندھ ہی سے عرب میں جاتے تھے۔

الفُوطة ثوب قصير غليظ يكون مئزراً يجلَب من السِّند

(لسان العرب، كتاب حرف الطاء،الباب فوط، الجزء 7، الصفحة373)

یعنی فوطہ گف چھوٹا سا کپڑا ہے جو چادر اور تہبند ہوتا ہے، سندھ سے لایا جاتا ہے۔

اور بعد میں اس کا رواج باربرداروں، محنت مزدوری کرنے والوں اور نوکروں میں عام ہوگیا تھا۔

مشہور امام لغت ابومنصور کا بیان ہے:

ورأيت بالكوفة أُزُراً مخطَّطة يشتريها الجمَّالون والخدَم فيتَّزرون بها

(لسان العرب، كتاب حرف الطاء،الباب فوط، الجزء 7، الصفحة373)

یعنی میں نے کوفہ میں دیکھا ہے کہ اونٹ والے اور نوکر چار دھاری دار چادریں خریدتے ہیں اور ان کو تہبند اور لنگی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں عام طور سے اسی قسم کا دھاری دار اور رنگین تہبند استعمال ہوتا ہے۔ یہی عربی لفظ فوطہ اور فوط ہے جو ہندوستان میں پوت کہا جاتا ہے جس سے مراد آج کل عام طور سے چار گز کا ریشمی تھان ہوتا ہے۔

کُرتہ

کرتہ خالص ہندوستانی لباس ہے جو قدیم زمانہ سے ایران اور عرب میں رائج تھا۔عرب اسے معرب کر کے قرطق کہتے تھے،لسان العرب میں ہے:

قُرْطَقٌ أبيض أى قَبَاءٌ وهو تعريب كُرْتَهْ وقد تضم طاؤه وإبدال القاف من الهاء فى الأسماء المعربة كثير كالبَرْق والباشَقِ والمُسْتُقِ

(لسان العرب ،كتاب حرف القاف ،الباب قرطق، الجزء 10، الصفحة323)

یعنی قرطق قباء ہے،اور یہ کرتہ کا معرب ہے،اور قرطق کی طاء کو ضمہ بھی دیتے ہیں،اور اسماء معربہ میں ہاء کو قاف سے بدلنا بہت زیادہ ہے،جیسے برہ سے برق،اور باسہ سے باشق اور مستہ سے مستق۔

شاہان ایران کے دربار میں جب ملوکِ عرب جاتے تو شاہی دربار کی سجاوٹ میں کرتے کا استعمال خاص طور سے ہوتا تھا،اور اس کا شمار شاہی لباس میں ہوتا تھا،قاضی رشید بن زبیر نے الذخائر والتحف میں اس موقع پر لکھا ہے:

والبسهم الديباج الملون من الثياب والقراطق، وفى اوساطهم مناطق الذهب الاحمر مرصعة بانواع الجوهر، وعن شماله اولاد المزاربة عليهم القواطق ۔

(كتاب الذخائر ،صفحه 128)

یعنی بادشاہ شاہزادوں کو کپڑوں اور کرتوں میں سے رنگین دیبا پہناتا تھا اور ان کے کمر میں سونے کے پٹکے ہوتے تھے،جو قسم قسم کے جواہر سے مرصع ہوتے تھے،اور بادشاہ کے بائیں جانب مزربانوں (صوبوں کے حاکموں) کے لڑکے کرتے پہن کر کھڑے رہتے تھے۔

سلیمان تاجر بحر ہرگند(بحرِ ہند) کے جزائر کے باشندوں کی صنعت وحرفت میں مہارت بیان کرتا ہوا کہتا ہے:

حتٰی انهم يعملون القميص مفروغا منه نسجابالكمين والدخر يصسين والجيب ۔

یعنی ان کی صنعت گری کا یہ حال ہے کہ وہ ایسا کرتہ بناتے ہیں جس میں دونوں آستین کلیاں اور جیب بُنی ہوتی ہیں اور ان کو سلنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

عہدرسالت میں کرتے کا استعمال تھا اور بعض روایات میں اس کا ذکر ہے، بلکہ بعد تک یہ کپڑا بادشاہوں اور حاکموں کا لباس تھا،اصطخری نے منصورہ کے مسلمان حکمرانوں کا لباس کرتہ ہی بتایا ہے:

وزيهم زى اهل العراق الاان زى ملوكهم يقارب زى ملوك الهند من الشعور والقراطق ۔

یعنی اہل منصورۃ کا لباس اہل عراق کی طرح ہے،البتہ یہاں مسلمان حاکموں کا لباس ہندوستان کے راجوں،مہاراجوں کی طرح ہے اور وہ بھی بال رکھتے ہیں اور کرتے پہنتے ہیں۔

اسی طرح یہی جغرافیہ نویس دوسری جگہ ملتان اور منصورہ کے عام باشندوں کا لباس کرتہ ہی بتاتا ہے۔

ولباس القراطق فيهم ظاهر ، ء الاالتجار فا ن لباسهم القميص والا ردية وسائر اهل فارس والعراق۔

(مسالك الممالك ،صفحه 177)

یعنی کرتے کا ان میں عام چلن ہے، البتہ تاجروں کا لباس قمیص اور چادر ہے۔ اور فارس وعراق والوں کا لباس بھی قمیض اور چادر ہے۔

یہ چند ہندوستانی اشیاء کی فہرست ہے جن کا استعمال عرب میں عام تھا، ان کے علاوہ بھی بہت سی ہندوستانی چیزیں عرب میں مستعمل تھیں، اشعار عرب اور کتب لغت کی مراجعت کے بعد ان کا نشان مل سکتا ہے۔ لیکن میرے موضوع کے لئے کافی ہے کہ یہ اشیاء حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہوں گی اور آپ ﷺ انہیں استعمال فرماتے ہوں گے ایسی باتوں سے ہندوپاک کی یاد بارگاہِ رسول ﷺ میں بار بار آتی ہوگی اسی نسبت سے حضرت عارف جامی قدس سرہ نے عرض کیا ہے۔

کاش سگت راجامی نام بودے

که برزبانت رفته باشد گاهے گاهے

زمانۂ رسول اکرم ﷺ میں ہند وپاک کے لوگ

عہدِ رسالت میں ہندوستان کے لوگ عرب میں یوں تو اکثر مقامات پر موجود تھے اور حضری اور بدوی دونوں قسم کی زندگی بسر کرتے تھے مگر عرب کے سواحل میں خلیج عربی سے لے کر یمن کے اطراف تک خاص طور سے ان کی کثرت تھی۔ ان میں کچھ تو تجارتی کاروبار کرتے۔ کچھ ایرانیوں کے تحت سیاست وحکومت کے کاموں میں دخیل تھے اور کچھ آزاد زندگی بسر کر کے اپنا ذریعۂ معاش تلاش کرتے تھے۔

عرب کے ان مشرقی اور جنوبی ساحلوں میں آنحضرت ﷺ نے آخر زمانہ میں اسلام کی دعوت فرمائی۔ جہاں اساورہ، ان کی اولاد ابنائے یمن، سیابجہ اور زط عام طور پر موجود تھے۔ اس لئے یہاں مشرک اور مجوس عربوں کی طرح بہت سے عجمی باشندے بھی اسلام لائے جن میں ایرانی، ہندی، سندھی اور حبشی وغیرہ سب شامل تھے۔ فقیر چند خوش قسمتوں کا مختصر حال عرض کرتا ہے۔

(۱) بیر زطن رضی اللہ تعالیٰ عنہ : عجم میں اسلام میں سب سے پہلے ملک یمن نے سبقت کی۔

اس علاقہ پر یمن کے ایک خالص ہندوستانی بزرگ حضرت بیر زطن ہندی یمنی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔ یہ ہندوستانی طریقہ علاج کے ماہر طبیب تھے۔ انہوں نے بڑی عمر پائی اور رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اسلام قبول کیا لیکن آپ ﷺ سے ملاقات کا ثبوت نہیں ملتا۔ حافظ ابن حجر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کا تذکرہ الاصابہ کی تیسری فصل میں کیا ہے جس میں ایسے حضرات کا بیان ہے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ مبارک پایا اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں یا اس کے بعد اسلام لائے۔

ان کا تذکرہ الاصابہ میں اس طرح ہے کہ شیخ حسن بن محمد شیرازی نے کتاب السوانح میں حضرت شیخ جعفر بن محمد شیرازی کی روایت سے لکھا ہے کہ:

"بیر زطن ہندی شاہانِ ایران کے زمانہ میں ایک بوڑھے آدمی تھے۔ بھنگ کے علاج میں ان کا واقعہ مشہور ہے اس کو ان اطراف میں سب سے پہلے انہی نے رواج دیا تھا اور یمن میں اس کی شہرت ان کی وجہ سے ہوئی تھی۔ انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسے قبول کیا۔"

حضرت بیر زطن ہندی رضی اللہ تعالی عنہ وہ پہلے خوش نصیب ہندوستانی ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کا زمانہ یا کم از کم آپ ﷺ کے زمانے سے قریب تر عہد پایا۔ اس قربتِ زمانی کے ساتھ ساتھ قربتِ مکانی میں بھی وہ پہلے ہندوستانی ہیں

حضرت باذان رضی اللہ تعالی عنہ حاکمِ یمن اور ان کے اسادرہ کے اسلام لانے کے بعد جن میں ایرانی، ہندوستانی اور سندھی سب ہی شامل تھے۔ یمن اور اطراف میں عربوں کی طرح عام عجمی باشندے بھی اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ نے وہاں کے مسلمانوں پر حضرت زبرقان بن بدر رضی اللہ تعالی عنہ کو حاکم مقرر فرمایا۔

طبری کا بیان ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ ﷺ اپنے عمال کو عربوں میں مقرر فرما چکے تھے۔ چنانچہ زبرقان رضی اللہ تعالی عنہ بن بدر کو قبیلہ رباب اور عوف اور ابنائے یمن پر مقرر فرمایا تھا۔"

یمن کے مشہور علاقہ نجران میں بھی ہندوستانی موجود تھے، چنانچہ ۱۰ھ میں جب نجران سے بنی حارث بن کعب کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھتے ہی ان پر ہندوستانی ہونے کا شبہ ظاہر فرمایا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا:

من ہولاء القوم الذی کانہم رجال الہند۔

یعنی یہ لوگ کون ہیں جو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں؟

جب آنحضرت ﷺ نے اطراف وجوانب کے امراء وحکام کو دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ فرمائے تو نجران کے عام لوگوں کے نام بھی ایک دعوت نامہ روانہ فرمایا امام طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے نجران کے عربوں اور وہاں آباد غیر عرب باشندوں کے پاس خط لکھا۔ اس پر وہ لوگ اسلام پر قائم رہتے ہوئے اپنی جمعیت لے کر ایک مقام پر رہنے لگے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر عرب باشندگانِ نجران میں وہاں کے ایرانیوں کی طرح ہندوستان اور سندھ کے باشندے بھی داخل رہے ہوں گے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ اسلام پر لبیک کہا۔

فائدہ: اس سے واضح ہوا کہ خطۂ ہندوپاکستان سے کافی حضرات کو نبی پاک ﷺ کی صحابیت کی سعادت کا شرف نصیب ہوا۔ ان میں سے تمام کے ذکر کی گنجائش نہیں۔ فقیر نے یہاں چند نمونے عرض کرنے ہیں۔ حضرت بیرزطن رضی اللہ تعالی عنہ کے ذکرِ خیر کے بعد حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ تعالی عنہ کے حالات ایک اور ہندی کا ذکر حاضر ہے۔

تاریخ میں ہے کہ راجہ بھوج ایک بڑے مشہور حکمران ہوئے ہیں جو پلیا کے باشندے تھے جس کو عام لوگ بھوج پور بھی کہتے ہیں۔ وہاں ایک عمارت رصدگاہ کے نام سے مشہور ہے مگر منتر جنتر اس کا عرف عام ہے اور وہ بہت پرانی عمارت ہے اور فلکیات کے زائچے اور نجوم کے حسابات اس پر منقوش ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس جگہ راج بھوج کے شاہی محلات تھے "راجہ بھوج" شق القمر کے معجزہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ سب دوسرے لوگ ان کے مخالف ہو گئے تھے اور ترکِ وطن کر کے دھاروار (گجرات) جانے پر مجبور ہو گئے اور باقی زندگی انہوں نے سلطنت کو خیر باد کہہ کر یادِ الٰہی میں وہیں گزار دی۔

معجزۂ شق القمر اور ضابطۂ علم الحدیث:

اصل موضوع یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھلایا۔ اس کے بعد راویوں کے روایات کے اطوار بدلنے سے حقیقت نہیں بگڑتی اس لئے کہ علم الحدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی اپنی روایت اپنے مشاہدہ کے مطابق بیان کرتا ہے جو اصل حقیقت کے خلاف نہیں ہوتا اسی لئے راویوں کے اختلاف کی تطبیق کا باب محدثین نے وضع فرمایا۔

صحابیٔ رسول ﷺ بابا رتن: تاریخ میں ہے خطہ ہند میں چاند دو ٹکڑے دیکھا گیا لیکن اس وقت بھی اس خطہ میں اس معجزہ کی تصدیق اسے نصیب ہوئی جس کا ازل سے ستارہ سفید تھا ان میں ایک بابا رتن بھی تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے بابا رتن بن ساہوگ ساکن تبرندی جو نواح دہلی میں ایک مقام ہے، پیدا ہوئے۔ آپ پہلے ہندوستانی

ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر دینِ اسلام قبول کیا جس کے لئے بعد میں حضرت محمد ﷺ نے طویل عمر کی دعا کی جو چھ سو بتیس سال تک دنیا میں زندہ رہے۔ صاحب قاموس اور دیگر مؤرخین اسلام نے کتب وتواریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے جلد اوّل، کتاب الاصابہ فی معرفتہ الصحابہ میں بابا رتن کے حالات زیادہ تفصیل سے لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا رتن نے چھ سو بتیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ۵۹۶ھ میں محمود بن بابا رتن نے خود اپنے باپ کے تفصیلی حالات اور ان کا ''معجزۂ شق القمر'' کا مشاہدہ کرنا ہندوستان سے بلادِ عرب جانا اور مشرف بہ اسلام ہونا بیان کیا ہے۔ فاضل ادیب صلاح الدین صفوی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے اور علامہ شمس الدین بن عبدالرحمٰن صانع حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قاضی معین سے ۷۳۶ھ میں سنا کہ قاضی نور الدین بیان کرتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار حسن بن محمد نے ذکر کیا کہ مجھ کو سترھواں برس تھا جب میں اپنے چچا اور باپ کے ساتھ بسلسلہ تجارت خراسان سے ہندوستان گیا اور ایک مقام پر ٹھہرا جہاں ایک عمارت تھی دفعتہً قافلہ میں شور وغل پیدا ہوا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عمارت بابا رتن کی ہے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے سائے میں بکثرت لوگ آرام پا سکتے تھے جب ہم اس درخت کے نیچے گئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اس درخت کے نیچے جمع ہیں ہم بھی اسی غول میں داخل ہوئے ہم کو دیکھ کر لوگوں نے جگہ دی جب ہم درخت کے نیچے بیٹھ گئے ایک بہت بڑی زنبیل درخت کی شاخوں میں لٹکی ہوئی دیکھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس زنبیل میں بابا رتن ہیں جنہوں نے رسالت مآب ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے چھ مرتبہ طویل عمر کی دعا کی۔ یہ سن کر ہم نے ان سے کہا کہ زنبیل کو اتارو تا کہ ہم اس شخص کی زبان سے کچھ حالات سنیں۔

تب ایک مرد بزرگ نے اس زنبیل کو اتارا زنبیل میں بہت سی روئی بھری ہوئی تھی جب اس زنبیل کا منہ کھولا گیا تو بابا رتن نمودار ہوئے جس طرح مرغ یا طائر کا بچہ روئی کے پہل سے نکلتا ہے پھر اس شخص نے بابا رتن کے چہرہ کو کھولا اور ان کے کان سے اپنا منہ لگا کر کہا جدّ بزرگوار یہ لوگ خراسان سے آئے ہیں ان میں سے اکثر شرفاء اور اولادِ پیغمبر ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ ان سے مفصل بیان کریں کہ آپ نے کیونکر رسولِ خدا ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا تھا۔ یہ سن کر بابا رتن نے ٹھنڈی سانس بھری اور اس طرح زبان فارسی میں تکلم کیا جیسے شہد کی مکھی بھنبھناتی ہے۔

بابا رتن کا بیان : میں اپنے باپ کے ساتھ کچھ مالِ تجارت حجاز لے کر گیا اس وقت میں جوان تھا جب مکہ کے قریب پہنچا بعض پہاڑوں کے دامن میں دیکھا کہ کثرت بارش سے پانی بہہ رہا ہے وہیں ایک صاحبزادہ کو دیکھا کہ جن کا

چہرہ نہایت غمگین تھا رنگ کسی قدر گندم گوں تھا اور دامن کوہ میں اونٹوں کو چرا رہا تھا۔
بارش کا پانی جوان کے اونٹوں کے درمیان سے زور سے بہہ رہا تھا۔اس سے صاحبزادہ کو خوف تھا کہ سیلاب سے نکل کر اونٹوں تک کیسے پہنچوں۔یہ حال دیکھ کر مجھے ملول ہوا اور بغیر اس خیال کے میں ان صاحبزادہ کو جانتا پہچانتا اپنی پیٹھ پر سوار کر کے اور سیلاب کو طے کر کے ان کے اونٹوں تک پہنچا دیا جب میں اونٹوں کے نزدیک پہنچ گیا تو میری طرف بنظر شفقت دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا بارك اللّٰه فی عمرك :بارك اللّٰه فی عمرك :بارك اللّٰه فی عمرك میں وہیں ان صاحبزادہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور مال تجارت فروخت کر کے اپنے وطن واپس آ گیا۔

ظهور معجزئه شق القمر : وطن آنے کے بعد اپنے کاروبار میں مگن ہو گیا اس پر کچھ زمانہ گزر گیا کہ حجاز کا خیال ہی نہ آیا۔ایک شب میں اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا دفعتہً کیا دیکھتا ہوں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا مشرق میں غروب ہو گیا اور ایک مغرب میں۔ایک ساعت تک تیرہ تاریک رہی رات اندھیری معلوم ہوتی تھی ۔وہ ٹکڑا جو مشرق میں غروب ہوا تھا اور وہ ٹکڑا جو مغرب میں غروب ہوا تھا اور مغرب سے نکلا تھا دونوں آسمان پر آ کر مل گئے چاند اپنی اصلی حالت میں ماہِ کامل بن گیا۔میں اس واقعہ سے بڑا حیران تھا اور کوئی سبب اس کا عقل میں نہیں آتا تھا یہاں تک کہ قافلہ ملکِ عرب سے آیا اس نے بیان کیا کہ مکہ میں ایک شخص ہاشمی نے ظہور کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام عالم کے واسطے خدا کی طرف سے پیغمبر مقرر ہوں اہلِ مکہ نے اس دعویٰ کی تصدیق میں مثل دیگر معجزاتِ انبیاء کے معجزہ طلب کیا کہ چاند کو حکم دے کہ آسمان پر دو ٹکڑے ہو جائے ایک مشرق میں غروب ہو دوسرا مغرب میں اور پھر دونوں اپنے اپنے مقام سے آ کر آسمان پر ایک ہو جائے جیسا کہ تھا اس شخص نے بقدرتِ خدا ایسا کر دکھایا۔جب مجھ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو میں نہایت مشتاقِ زیارت ہوا کہ خود جا کر اس شخص کی زیارت کروں چنانچہ میں نے سفر کا سامان درست کیا اور کچھ مالِ تجارت ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور مکہ میں پہنچ کر اس شخص کا پتہ دریافت کیا لوگوں نے مکان اور دولت کدہ کا نشان بتایا۔میں دروازے پر پہنچا اور اجازت حاصل کر کے داخل حضوری ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص وسط خانہ میں بیٹھا ہوا ہے۔چہرہ نورانی چمک رہا ہے اور ریش مبارک سے نور ساطع ہے۔پہلے سفر میں میں نے جب دیکھا تھا اور اس سفر میں جو میں نے دیکھا مطلق نہیں پہچانا کہ یہ وہی صاحبزادے ہیں جن کو میں نے اٹھا کر سیلاب سے باہر نکالا تھا۔جب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا وعليك السلام ادن منی اس وقت ان کے پاس ایک طبق پُر از رطب رکھا تھا اور ایک جماعت اصحاب کی گرد بیٹھی ہوئی تھی۔اور نہایت تعظیم

کے ساتھ ان کا احترام کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں آگے نہ بڑھ سکا۔ میری یہ حالت دیکھ کر انہوں نے فرمایا ''میرے قریب آ۔ پھر انہوں نے فرمایا کھانے میں موافقت کرنا مقتضیات مروت ہے اور باہم نفاق کا پیدا کرنا ہے۔ بے دینی و زندقہ ہے۔ یہ سن کر میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھانے میں رطب کے شریک ہوا وہ اپنے دستِ مبارک سے رطب اٹھا اٹھا کر مجھے عنایت فرماتے تھے علاوہ اس کے جو میں نے اپنے ہاتھ سے چن چن کر کھائے چھ رطب انہوں نے عنایت فرمائے۔ پھر میری طرف دیکھ کر بہ تبسم اشارہ فرمایا کہ تو نے مجھے نہیں پہچانا میں نے عرض کیا کہ مجھے مطلق یاد نہیں شاید کہ میں نہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تو نے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے مجھے سیل رواں سے پار نہیں اتارا تھا اور اونٹوں کی چراگاہ تک نہیں پہنچایا تھا۔ یہ سن کر میں نے پہچانا۔ اور عرض کیا کہ اے جوانِ خوش رو بے شک صحیح ہے۔ پھر ارشاد فرمایا داہنا ہاتھ بڑھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا انہوں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ کر کے ارشاد فرمایا اشهدان لااله الاالله واشهدان محمد رسو ل الله میں نے اس کو ادا کیا۔ حضور ﷺ بہت مسرور ہوئے جب میں رخصت ہونے لگا تو حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا بارك الله فی عمرك میں آپ سے رخصت ہوا میرا دل بسبب ملاقات اور بسببِ حصولِ شرفِ اسلام بہت مسرور تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی دعا کو حق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا اس وقت میری عمر چھ سو برس سے کچھ زیادہ ہے اس بستی میں جتنے لوگ آباد ہیں وہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد ہیں۔

ان کے مزید حالات فقیر کی کتاب ''طویل العمر لوگ'' میں پڑھیے۔

آخری گذارش : فقیر نے یہ رسالہ عوام قارئین کے علمی اضافہ کے علاوہ اس مقصد کے پیشِ نظر لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے لئے مخالفین مانتے ہیں کہ آپ کو ہند و پاک کے بارے میں علم تھا تو پھر اس میں کیوں ہچکچاتے ہیں کہ آپ عالم ماکان وما یکون ہیں۔

الحمد لله علی ذلك وصلی الله علی حبیبه الکریم ﷺ

مدینے کا بھکاری

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۵ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ